Dareecha-e-Tahqeeq
دریچۂ تحقیق
ISSN PRINT 2958-0005 ISSN Online 2790-9972
VOL 3, Issue 3
www.dareechaetahqeeq.com dareecha.tahqeeq@gmail.com

ڈاکٹر عطاء الرحمن

ایسوسی ایٹ پروفیسر، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

حافظہ عائشہ صدیقہ

پی ایچ ڈی سکالر، لاہور کالج فار ویمن یونیورسٹی لاہور

مرزا حیرت دہلوی: ایک اجمالی مطالعہ

Dr. Atta u Rehman Meo
Associate Professor Lahore Garrison University ,Lahore
Hafiza Ayesha Saddiqa,
Ph.D scholar,LCWU Lahore.

Mirza Herat Dehelvi A Brief Over Review

Delhi has been the abode of many genius working personalities,one of them is Mirza Herat Dehlavi who achieved success in every field with his experties.He was a writer,journalist, translator, historian, biographer, preacher, com mentator, poet, critic and possessed many more abilities. He converted many Christians to Islam through his influential speech and reasoning style.He also wrote several books.The newspaper 'Chaudwen Sadi Rawalpindi" also had his written support.This article provides an overview of his scholarly and literary services.

key words: achieved, renowned, poet, journalist, influential, translator, experties ,biographer, reasoning style, abode.

دلی کی تاریخ اپنے باطن میں بہت سی نادر و نایاب کہانیاں سموئے ہوئے ہے۔ ان کہانیوں کے باطن میں جھانک کر ہمیں پرت در پرت محیر العقول کارنامے پڑھنے کو ملتے ہیں۔ جن میں دلی کی ترقی اور سیاسی و سماجی زندگی کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ جہاں حکمرانوں کی فیاضیاں، عیاشیاں اور من مانے احکامات کا تذکرہ ملتا ہے وہیں حکمرانوں کی علم و ادب کی

Corresponding Author's Email: dratta786@gmail.com

سرپرستی کی کہانیاں بھی پڑھنے اور سننے کو ملتی ہیں۔اسی کے ساتھ ساتھ متعدد مواقعوں پر دلی کی تباہی و بربادی کا نوحہ بھی تاریخ کا حصہ ہے، جس سے آنکھیں بند نہیں کی جاسکتیں۔ تمام حالات وواقعات کے باوجود یہاں برگزیدہ ہستیوں نے رشدو ہدایت کے چراغ روشن کئے اور علم و ادب کا ایساڈنکا بجایا کہ ہر طرف دلی کا شہرہ ہوگیا۔اسی لیے میر تقی میرؔ کو لکھنو کے باسیوں کے سامنے یہ کہنا پڑا:

کیا بود و باش پوچھو ہو پورب کے ساکنو

ہم کو غریب جان کے ہنس ہنس پکار کے

دلی جو ایک شہر تھا عالم میں انتخاب

رہتے تھے منتخب ہی جہاں روزگار کے 1

دلی کے رہنے والوں میں خواجہ نظام الدین اولیاؒ، امیر خسروؒ، شاہ ولی اللٰہی خاندان ،شاہ عبد القادرؒ، خواجہ میر درد، امام بخش صہبائی، سر سید احمد خان، ڈپٹی نذیر احمد و دیگر ایسے جید لوگ شامل تھے ،انہیں میں ایک نام مرزا محمد امرائو بیگ عرف حیرت دہلوی کا بھی ہے، جو علمی و ادبی حوالے سے مختلف جہتوں میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔اپنی صلاحیتوں اور وسیع المطالعہ ہونے کی بنا پر اپنے حریف کو چاروں شانے چت کرنا ان کے لئے مشکل نہ تھا۔حیرت دہلوی یکم جنوری 1868ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔والد کا نام مرزا محمد ابراہیم بیگ تھا۔یہ وہ دور تھا جب دہلی میں ہیضہ کی وبا نے بہت سی قد آور شخصیات کو تہہ زمین پہنچا دیا تھا۔ان کی پیدائش سے دس گیارہ سال پہلے جنگ آزادی میں بہت سے لوگ انگریزوں کے عتاب کا نشانہ بن کر پھانسی کے پھندے پر جھول چکے تھے یا گولیوں کا نشانہ بن کر جنگ آزادی کے شہیدوں میں اپنا نام لکھوا چکے تھے۔مرزا حیرت دہلوی نے ان حالات میں دلی کی دھرتی کو رونق بخشی۔ایک طرف دلی میں انجمنِ مناظرہ ادبی سرگرمیوں کو پروان چڑھا رہی تھی تو دوسری طرف دہلی میں دہلی عریبک کالج اور ورنیکلر ٹرانسلیشن سوسائٹی دہلی، علمی وادبی سرگرمیوں کو پروان چڑھانے کے لیے اپنا اپنا کردار نبھا رہے تھے۔لاہور میں محمد حسین آزاد 1865ء میں قائم ہونے والی انجمن پنجاب کے تحت 1867ء میں نظم آزاد پر لیکچر دے رہے تھے۔اس علمی وادبی ماحول میں مرزا حیرت نے دہلی عریبک سکول میں تعلیم پائی اور اپنی علمی وادبی تخلیقی صلاحیتوں میں نکھار پیدا کیا اور پھر انہیں صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے تصنیفی و تالیفی، تحقیقی کارناموں اور ترجمہ کی بدولت شہرت کی بلندیوں کو چھوا۔مرزا حیرت نے اودھ اخبار کے مدیر کے طور پر بھی کام کیا اور یہاں بھی اپنی صحافیانہ تحریروں سے قارئین کے لیے ہر دل عزیز ٹھہرے۔پروفیسر عبد السلام خورشید اور اس عہد کے دیگر اخبار نویسوں نے مرزا حیرت کے صحافیانہ اسلوب اور ان کی نثر کی تعریف کی ہے۔منشی نولکشور

بھی مرزا حیرت کی صلاحیتوں کے معترف تھے۔ مرزا حیرت دہلوی بہت سی جہتوں کے مالک تھے۔ مترجم، مورخ، سیرت نگار، سوانح نگار، خطیب، نثار، انشاپرداز، مفسر، شاعر، نقاد، ادیب و صحافی کے علاوہ دیگر کئی جہتیں قدرت نے انہیں ودیعت کی تھیں۔ انہیں اپنی صلاحیتوں کے استعمال میں ملکہ بھی حاصل تھا۔ خود اعتمادی بلا کی تھی۔ یہی خود اعتمادی جب حد سے بڑھ جائے تو انسان بلند و بانگ دعوے کر بیٹھتا ہے۔ مرزا حیرت سے بھی کچھ ایسی حرکات و سکنات سرزد ہوئیں۔ انہوں نے اپنے اخبار "کرزن گزٹ دہلی" میں "کتابِ شہادت" قسط وار شائع کی۔ اس کتاب میں مرزا حیرت نے واقعہ کربلا کی حقانیت سے انکار کیا تھا، جس کا انہیں خمیازہ بھی بھگتنا پڑا کہ جب کتاب کی پانچ جلدیں چھپ گئیں تو عوام مرزا کے خلاف آگ بگولہ ہوگئی، کرزن پریس دہلی کو آگ لگادی اور کتاب کے تمام نسخے ضائع کر دیے گئے۔

مرزا کی طبیعت میں لاابالی پن اور نیرنگی بہت تھی جو انہیں کچھ نیا کرنے پر اکساتی تھی۔ ملا واحدی، مرزا حیرت کی سوانح میں لکھتے ہیں:

"اس میں شک نہیں اگر مرزا حیرت نے ٹھیک طرح سے پڑھ لیا ہوتا اور اپنی صلاحیتوں کا متوازن طریقے سے استعمال کیا ہوتا تو ہندوستان بھر میں ان کا جواب نہیں تھا۔"

مرزا حیرت دہلوی ادبی و علمی حوالے سے مشہور و معروف شخصیت تھے۔ "کرزن پریس دہلی" ان کی ملکیت تھا۔ انہوں نے قرآن پاک کا ترجمہ بھی کیا ہے 2۔ زبان و بیان کے لحاظ سے ترجمہ شستہ اور بامحاورہ ہے۔ 3

مرزا حیرت نے اپنی زندگی میں بھرپور علمی و ادبی کام کر کے ہر طرف اپنی علمیت کا سکہ جمایا اور اپنے مخالفین تک سے داد وصول کی۔ مرزا نے قرآن پاک کے ترجمے اور تفسیر کے علاوہ سیرت النبی ﷺ پر چھ کتابیں لکھیں۔۔ سوانح صحابہ پر بھی ان کے چھ کتابیں ہیں۔ بزرگانِ دین کی سوانح پر بھی چھ کتابیں ہیں۔ تاریخ پر بھی چھ کتابیں لکھی ہیں۔ ادبیات پر سات کتب تحریر کی ہیں۔ انہیں میں سے ایک کتاب اسماء الرجال پر ہے۔ ان کتابوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ ترجمہ قرآن مجید اردو

2۔ ترجمہ قرآن مجید انگریزی

3۔ مقدمہ تفسیر القرآن

4۔ دنیا کا آخری پیغمبر ﷺ

5۔ اردو ترجمہ صحیح بخاری شریف (تین جلدوں پر مبنی ہے)

6۔ اردو ترجمہ مشکوٰۃ شریف (چار جلدوں پر مبنی ہے)

7۔اردو ترجمہ دارمی شریف (حدیث کی معروف کتاب)

8۔سیرت الرسول: نبی ﷺ کی سیرت (چھ جلدوں میں)

9۔خلافت شیخین (حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کے موضوع پر)

10۔سوانح عمری حضرت علیؓ

11۔حیاتِ حضرت عائشہ صدیقہؓ

12۔حیات فاطمۃ الزہراؓ

13۔کتاب شہادت (پانچ جلدوں پر مبنی ہے)

14۔اسماء الرجال

15۔حیاتِ طیبہ (مولانا اسمٰعیل شہید دہلویؒ کے بارے میں)

16۔سوانح شیطان (دو جلدیں)

17۔سوانح لقمان

18۔تاریخ عالم (امیر تیمور لنگ سے لے کر بہادر شاہ ظفر تک کے واقعات، صفحات 955)

19۔حیات حمیدیہ (ترکی کے سلطان عبد الحمید خاں کی سوانح عمری، تین جلدوں میں)

20۔اردو ترجمہ تزک امیری

21۔خلافتِ عثمانی

22۔سوانح شاہ بو علی قلندر

23۔افلاطون

24۔ارسطو

25۔کرزن نامہ

26۔تاریخ چراغ دہلی

27۔حیات اعظم: حضرت امام ابو حنیفہؒ کی سوانح عمری

28۔سوانح عمری عمرو عیار

29۔ترجمہ الف لیلہ

30۔ تاریخ ہند، (دو جلدوں پر مشتمل)

31۔ ترجمہ حاجی بابا اصفہانی

32۔ تازیانہ شہادت

33۔ تاریخ الحکما

34۔ مشاطہ بغداد

35۔ مشکل کشا

36۔ ترجیع بند

37۔ مضامین حیرت

38۔ انشائے حیرت

39۔ تاریخ حیرت

40۔ روز المیرٹ (دو جلدیں)

41۔ بغاوت نامہ 1857ء

42۔ برد تفسیر پنچیہری

43۔ سیر گل فروشاں

44۔ الہام وحی

45۔ مسدس حیرت (تین جلدیں)

مرزا حیرت دہلوی کی تصانیف کی تفصیل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انہوں نے ہر صنف سخن میں اپنی علمی و تخلیقی صلاحیتوں کا اپنی بساط کے مطابق اظہار کیا ہے۔ انہوں نے باغ و بہار طبیعت پائی تھی۔ لوگوں سے ملنا، غیر مسلموں کے ساتھ مناظرے کرنا اور اور پھر ان کو قائل کرنا، ان کے اندر خاص خوبی تھی۔ اس دور کے اخبارات اور کتب کے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مرزا حیرت گفتگو کے فن میں طاق تھے اور اپنے دلائل سے دوسروں سے اپنی بات منوانا ان کے لئے چنداں مشکل نہ تھا۔ ایک مناظرے کا حال ملاحظہ فرمایئے جو مرزا حیرت کا پادری جی اے لیفرائے، سیکرٹری کیمبرج مشن دہلی کے درمیان منعقد ہوا۔

> ”6اگست 1895ء کو“مسلمانوں اور عیسائیوں کی جنت دوزخ کی حقیقت“ کے موضوع پر مرزا حیرت دہلوی اور پادری جی۔اے لیفرائے کے درمیان بکر سندے ہال میں مناظرہ ہوا۔دو ہزار افراد کا ہجوم اکٹھا تھا۔طے پایا کہ ہر صاحب پہلے آدھ آدھ گھنٹہ پھر پائو پائو گھنٹہ اور پھر دس دس منٹ گفتگو کرے۔پہلے پادری موصوف نے گفتگو کی ۔جب مرزا حیرت دہلوی نے اپنی باری پر مدلل گفتگو کی تو ان کی عالمانہ پرزور اور موثر تقریر سن کر پادری گھبرا اٹھے اور یوں ان کے حواریوں کا رنگ پھیکا پڑ گیا۔جب پادری لیفرائے کو دوبارہ اپنی باری پر گفتگو کرنے کے لیے کہا گیا تو ان سے کوئی جواب بن نہ پڑا ۔یہ سن کر عیسائیوں کی جماعت سے دو یوریشین آگے بڑھے اور علی الاعلان صدقِ دل سے مرزا حیرت دہلوی کے عالمانہ بیان سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا۔اور ان کے نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن رکھے گئے“۔4؎

ایک اور مناظرہ جو نواب محسن الملک کی کوٹھی میں منعقد ہوا۔یہ پادری گولڈ اسمتھ کے ساتھ تھا،اس میں بھی مرزا نے کامیابی سمیٹی۔اس کی تفصیل ملاحظہ ہو:

> ”11 ستمبر 1896ء بروز جمعہ مرزا حیرت دہلوی اور پادری گولڈ اسمتھ کے درمیان حیدر آباد میں بہت بڑا مذہبی مناظرہ ہوا۔یہ مناظرہ نواب محسن الملک کی کوٹھی میں منعقد ہوا۔عزیز مرزا میر مجلس تھے۔مولانا نے ثبوت اور دلائل کے ساتھ موجودہ تورات و اناجیل کو اصل ماننے سے انکار کیا۔جبکہ پادری گولڈ اسمتھ ہر دو کتب کو اصل قرار دینے پر مصر تھے۔بالآخر مرزا حیرت کے مستند دلائل کے سامنے انھیں ہار ماننا پڑی۔میر مجلس نے مرزا حیرت کی خوش بیانی، علمی قابلیت اور مسیحی مذہب سے بالکلیہ واقفیت کی پرجوش انداز میں کھڑے ہو کر داد دی“۔5؎

غیر مسلموں کی یہ عادت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ یا اسلام کے بارے میں کچھ نازیبا باتیں کرنے سے نہیں چوکتے۔لیکن جب ان پر اسلام کی حقانیت واضح ہوتی ہے یا تو وہ راہِ فرار اختیار کرتے ہیں یا پھر کلمہ پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں۔پادری گولڈ اسمتھ پہلے مناظرے میں مرزا حیرت سے ہارنے کے باوجود چین سے نہ بیٹھے اور پھر دوبارہ مرزا کو چیلنج کیا۔چنانچہ پادری گولڈ اسمتھ کے ساتھ مرزا حیرت نے دوسرا مناظرہ کیا جو حیدرآباد بوری تھیٹر میں

منعقد ہوا۔ اس مناظرے کے میر مجلس نواب عماد نواز جنگ حیدر آباد تھے۔ یہ میدان بھی مرزا حیرت کے ہاتھ رہا اور مرزا حیرت نے اپنی خوش بیانی اور طرز استدلال اور پر اثر تقریر سے پادری گولڈ اسمتھ اور ان کے حواریوں کو چاروں شانے چت کر دیا۔ اس کی تفصیل درج ذیل اقتباس میں ملاحظہ ہو:

> ''9 ربیع الثانی 1314ھ کو دوسرا مناظرہ مرزا حیرت دہلوی اور پادری گولڈ اسمتھ کے درمیان ہوا۔ پادری موصوف نے انجیل کے پاک کلام ہونے پر دلائل دیے اور ثبوت کے طور پر ایک انجیل پیش کی کہ ہم اسے خدا کا کلام مانتے ہیں۔ ان کے دلائل کافی کمزور اور مہمل تھے۔ پادری صاحب کی حمایت میں عیسائی مجمع کو بھی دعوت دی گئی کہ وہ پادری کی مدد کریں لیکن کوئی بھی آگے نہ بڑھا۔ سبھی پادری پر ناراض دکھائی دیتے تھے مرزا نے ثبوت کے طور پر ہارن کا انٹروڈکشن علوم بائبل مطبوعہ 1825ئ، سر ولیم میور کی اردو تاریخ کلیسا، موشم کی تاریخ اور دیگر بہت سی کتابیں پیش کیں اور فرمایا کہ ان جلیل القدر مصنفوں کی تحقیق اور تفحص کا نتیجہ یہ ہے کہ:
>
> ''ہولی بائبل اول سے آخر تک مشکوک ہے۔''
>
> مرزا حیرت نے اپنے مضبوط دلائل کی بنا پر پادری اور ان کی جماعت کو چاروں شانے چت کر دیا۔'' 6

اخبار چودھویں صدی نے سر سید کے مقاصد کی آبیاری میں نمایاں کردار ادا کیا اور ساتھ ہی نامور لوگوں کی تحریروں کو شائع کرنا باعث فخر سمجھا۔ مرزا حیرت دہلوی کا قلمی تعاون اخبار چودھویں صدی راولپنڈی کو حاصل رہا۔ اخبار لکھتا ہے:

> ''ہم کو افسوس ہے کہ ہمارے مخدوم مکرم مرزا حیرت صاحب دہلوی کی طبیعت ناساز ہے اور اسی سبب سے وہ عورتوں والے مضمون کا بقیہ نہیں لکھ سکے۔ مرزا صاحب نے پھر ہم کو ایک نہایت خوشی کی خبر سنائی ہے کہ انجمن اشاعت اسلام دہلی نے جس کے روح رواں مرزا صاحب ہی ہیں۔ پادری لیفرائے صاحب کے مشن کے آٹھ عیسائی اور مسلمان کیے ہیں۔'' 7

مرزا حیرت نے صحافت کے میدان میں بھی اپنے خوب جوہر دکھائے اور مختلف موضوعات پر مضامین لکھ کر اپنے معاصرین کو اپنا گرویدہ بنایا۔ان کے یہ مضامین ہندوستان کی طرز معاشرت،ہندوستان کی نامور خواتین، قومی ترقی و بہبودی، پاک مذہب اسلام کے عنوان اور تاریخ پر مبنی ہیں۔ مرزا حیرت دہلوی کی علمی وادبی مضمون نگاری کی خصوصیات کے حوالے سے مظہر الدین احمد معروف موج دریا امرتسری، مقیم دہلی، اپنے مضمون ''فیضِ دہلی'' میں لکھتے ہیں:

''اگر جناب مخدوم مکرم مولانا مرزا حیرت دہلوی کے روزانہ سوانح عمری پر نظر ڈالی جائے تو ان کو ہمہ وقت قومی ترقی، بہبودی اور پاک مذہب اسلام کے ہمدردی کے مضامین کے لکھنے میں مصروف پائیں گے۔جناب موصوف نے جو کتابیں تصنیف کی ہیں، ان سے ہندوستان کے اکثر مسلمان فیض حاصل کر رہے ہیں اور جو ابھی محروم ہیں ان کو ہم توجہ دلاتے ہیں کہ وہ مولانا کی تصنیفات اور وہ قیمتی مضامین جن کی اشاعت سے اخبار ''چودھویں صدی'' کو ایک خاص شرف حاصل ہے، زیر نظر کریں اور ان سے علمی معلومات پیدا کریں۔'' 8

جب کسی اخبار کی ہر طرف شہرت ہو جائے اور اس کی شہرت کو فروغ دینے میں قلمی معاونین کا بنیادی کردار ہو اور وہ قلمی معاونین کسی وجہ سے اپنے مضامین لکھنے کا تسلسل برقرار نہ رکھ سکیں تو قارئین پر ان کی جدائی یا ان کے مضامین کا نہ چھپنا گراں گزرتا ہے اور وہ اپنے مراسلوں کے ذریعے اخبار کے مدیر کے سامنے احتجاج کرتے ہیں اور ان قلمی معاونین کے مضامین کی اشاعت پر زور دیتے ہیں۔کچھ یہی کیفیت مرزا حیرت دہلوی کے حوالے سے بھی سامنے آتی ہے۔اخبار چودھویں صدی میں مرزا حیرت دہلوی کی غیر حاضری کے حوالے سے جو وضاحت شائع ہوئی، وہ ملاحظہ ہو:

''مرزا حیرت دہلوی کی غیر حاضری ان کے قارئین کے لیے گراں گزرتی تھی۔ چنانچہ مرزا کی ہر دلعزیزی کو دیکھتے ہوئے ، اخبار چودھویں صدی کو یہ اعلان کرنا پڑا کہ ہمارے مخدوم مکرم جناب مرزا حیرت صاحب دہلوی کے مضامین کے ہمارے اکثر ناظرین شائق بلکہ عاشق ہیں۔وہ کچھ عرصہ تک حیدر آباد میں رہے۔اس سبب سے اخبار کے واسطے مضامین نہ لکھ سکے۔اس کے بعد دہلی میں بیمار پڑے رہے۔اب خدا کے فضل سے وہ تندرست ہیں اور اخبار کے واسطے مضامین لکھنا شروع کر دیے ہیں ۔آئندہ پرچے میں آپ پڑھ سکیں گے۔'' 9

اسی طرح مرزا حیرت کچھ عرصہ کے لیے حیدرآباد چلے گئے تو اخبار نے ان کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کرتے ہوئے یہ امید ظاہر کی کہ وہاں مرزا صاحب کی خوب عزت افزائی کی جائے گی اور مرزا صاحب اپنے قومی اخبار کے واسطے بھی اپنا قلمی تعاون جاری رکھیں گے۔ اخبار نے مرزا صاحب کے لیے جن نیک خواہشات کا اظہار کیا، وہ ملاحظہ ہوں:

> ''ہم کو معلوم ہوا ہے کہ ہمارے مخدوم مکرم جناب مرزا حیرت صاحب دہلوی چند روز کے واسطے حیدرآباد تشریف لے گئے ہیں۔ جناب مرزا صاحب کے علم و فضل ان کی تصانیف اور اپنی قوم کے عشق کو ہندوستان کے بہت کم مسلمان ہوں گے، جو نہ جانتے ہوں گے۔ اس سبب سے کچھ ضرور نہیں ہے کہ ہم اپنے حیدرآباد کے دوستوں اور بزرگوں سے انکو انٹروڈیوس کریں۔ ہمکو یقین ہے کہ عالی جناب ہز ایکسیلنسی نواب سر وقارالامرا بہادر اور دوسرے بزرگ حیدر آباد جناب مرزا صاحب کی وہی قدر اور عزت فرمائیں گے، جس کے وہ اپنی قوم کے ہاتھوں سے مستحق ہیں۔ امید ہے کہ ہمارے مخدوم مکرم دوست وہاں سے بھی اپنے قومی اخبار کے واسطے کچھ نہ کچھ تحریر بھیجتے رہیں گے۔'' 10ؔ

مرزا حیرت دہلوی نے اودھ اخبار سے اپنا صحافیانہ سفر شروع کیا اور پھر دیگر اخبارات میں بھی اپنے قلم کا جادو جگایا۔ اپنا اخبار ''کرزن گزٹ''، دہلی سے جاری کیا۔ پھر اخبار۔ ''درہ عمر'' جاری کیا جو ان کی وفات کے بعد بھی جاری رہا لیکن اخبار چودھویں صدی میں ان کے جو مضامین شائع ہوئے، انہیں اگر مرتب کر کے کتابی شکل دے دی جائی تو ہمیں ترک لٹریچر کے بارے میں آگاہی ملتی ہے، سلطنت عثمانیہ کے آخری حکمران سلطان عبدالحمید کے عہد کے بارے میں مفید معلومات ملتی ہیں، یورپ کی سلطنتوں کا احوال اور مسلمانوں کے خلاف کی گئی ان کی سازشوں کا احوال سامنے آتا ہے۔ شہنشاہ ایران ناصرالدین قاچار کے بارے میں معلومات دکھائی دیتی ہیں۔ اسی طرح روس، فرانس، مصر، سوڈان اور دیگر عنوانات پر ان کے قلم کا بہاؤ اس قدر تیز ہے کی ان کی تحریر میں کہیں کوئی جھول دکھائی نہیں دیتا۔

سرسید احمد خان نے 16 سپاروں پر مبنی قرآن پاک کی تفسیر لکھی۔ جس میں جدید سائنسی تقاضوں کی روشنی میں اسلامی اصولوں کے بارے میں ان کی ذاتی تشریح و توضیح شامل ہیں، جنہیں سرسید کے عہد میں ہی علمائے کرام نے تنقید کا نشانہ بنایا لیکن جو لوگ سائنسی علوم پر دسترس رکھتے تھے اور اسلام کو جدید عہد کے وسیع تناظر میں دیکھنے کے متمنی تھے، انہوں نے اس کی تحسین بھی کی۔ مرزا حیرت دہلوی نے 23 جولائی 1898ء سے 8 اکتوبر 1898ء تک مسلسل سرسید

کے خیالات پر مضامین لکھ کر ان کی تائید کی اور حوصلہ بھی بڑھایا۔ اخبار چودھویں صدی میں یہ تمام مضامین تواتر کے ساتھ شائع ہوتے رہے۔ ذیل میں اخبار چودھویں صدی میں شائع ہونے والے مضامین کی تفصیل درج ذیل ہے:

- اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کا زمانہ سلطنت (ترکی) — 15 جولائی 1895ء، ص 6۔10
- قصیدہ نعتیہ — 23 جولائی، 1895ء، ص، 4
- آرمینیا کے عیسائی اور ہندو ریاستوں کے مسلمان — یکم اگست، 1895ء، ص، 6۔9
- عورتوں کی گذشتہ، موجودہ اور آئندہ حالت — 15 اگست، 1895ء، ص، 6۔8
- بقیہً ً ً — 23 اگست، 1895ء، ص، 4۔7
- بقیہً ً ً — یکم ستمبر، 1895ء، ص، 5۔7
- کریسنٹ یعنی ہلال — 15 ستمبر، 1895ء، ص، 6۔7
- ترک اور ان کی سلطنت — 15 اکتوبر، 1895ء، ص، 5۔8
- سک مین اور اسکا دار السعادت — 8 نومبر، 1895ء، ص، 5۔8
- ڈارڈنیلیز یا دردانیال — 8 دسمبر، 1895ء، ص، 5۔8
- یوروپ کی مریض سلطنتیں اور عیسائیوں کا سکمین — جلد 2، شمارہ نمبر 3، 23 جنوری، 1896ء، ص، 9۔11
- عالی جاہ، ناصر الدین قاچار شہنشاہ ایران — جلد 2، شمارہ نمبر 15، 18 مئی، 1896ء، ص، 9۔12
- ترک اور ان کا لٹریچر — جلد 2، شمارہ نمبر 8، 1 جنوری 1896ء، ص، 10۔11
- ترک اور ان کا لٹریچر — جلد 2، شمارہ نمبر 15، 2 جنوری 1896ء، ص، 9۔10
- لاہور کا بشپ اور اس کا زہریلا سرمن — 15 فروری، 1896ء، ص، 9۔12
- سیرت محمدیہ ﷺ — 15 فروری، 1896ء، ص، 2
- حیات طیبہ (شاہ اسماعیل شہید کی سوانح عمری) — 23 فروری، 1896ء، ص، 3

- شیطان بشکل انسان 8مارچ،1896ء،ص،7۔10
- مسٹر لی مسوریر کا قبول اسلام 23مارچ،1896ء،ص،3۔10
- انگریز، روس، فرانس اور سلطان المعظم 15مارچ،1896ء،ص،5۔8
- مصر، سوڈان، اور انگریز 8اپریل،1896ء،ص،6۔9
- شہنشاہ روسیہ یکم مئی،1896ء،ص،10۔16
- 〃 〃 8مئی،1896ء،ص،11۔12
- ہمارے سرحدی پہاڑی صوبے 8جون،1896ء،ص،11۔12
- گورنمنٹ ٹرکی اور جزیرہ کریٹ 15جون،1896ء،ص،9۔11
- عباس حلیمی پاشا خدیو مصر کے ذاتی خیالات 23جون،1896ء،ص،6۔9
- حیدر آباد دکن 8اگست،1896ء،ص،5
- ناصر الدین قاچار شہنشاہ ایران 15مئی،1896ء،ص،9۔12
- مرحوم سرسید احمد خاں کے مذہبی خیالات پر مرزا حیرت کی رائے 23جولائی،1898ء،ص،5۔7
- 〃 〃 〃 〃 یکم اگست،1898ء،ص،10۔11
- 〃 〃 〃 〃 8اگست،1898ء،ص،5۔7
- 〃 〃 〃 〃 15اگست،1898ء،ص،4
- 〃 〃 〃 〃 23اگست،1898ء،ص،5۔6
- 〃 〃 〃 〃 یکم ستمبر،1898ء،ص،5۔6
- 〃 〃 〃 〃 8ستمبر،1898ء،ص،5۔7
- 〃 〃 〃 〃 15ستمبر،1898ء،ص،5۔8
- 〃 〃 〃 〃 23ستمبر،1898ء،ص،5۔6
- 〃 〃 〃 〃 یکم اکتوبر،1898ء،ص،5۔6
- 〃 〃 〃 〃 8اکتوبر،1898ء،ص،5۔6

مرزا حیرت دہلوی خلاقانہ ذہن رکھتے تھے۔ حالات و واقعات، تجربات و مشاہدات اور بین الاقوامی امور پر دسترس رکھنے کی بنا پر ان کے لیے کسی بھی موضوع پر لکھنا چنداں مشکل نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی تحریریں پڑھتے ہوئے ہمیں مذہبی، سیاسی، سماجی، تاریخی، علمی و ادبی افسانوی اور شعری مختلف علوم اسلوب پر حامل ذائقے پڑھنے کو ملتے ہیں۔ جنہیں پڑھ کر عام قاری حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔ مرزا حیرت نے جس طرح اپنے قارئین کو حیرت سے دوچار کرنے کا سامان کیا کہ انہوں نے جس موضوع پر بھی قلم اٹھایا، اس پر اپنی معلومات کے دریا بہا دیے۔ بعض مضامین کو پڑھتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا یہ مضامین نہیں ہیں، کسی متحرک فلم کے مناظر ہیں، جنہیں تخلیق کار نے بڑی چابک دستی کے ساتھ فلم بند کیا ہے۔ ان کے مضامین میں محاکات، امیجری، رمز وایمائیت، تشبیہات واستعارات، تلمیحات، دیسی بدیسی الفاظ کا استعمال سلاست و روانی کے ساتھ قاری کو نامحسوس طریقے سے اپنے طلسم میں جکڑ لیتا ہے اور قاری بے اختیار پکار اٹھتا ہے واہ حیرت، تو نے ہمیں حیرت زدہ کر دیا اور یہی حیرت زدگی ان کے مضامین کی خوبی ہے۔

مرزا حیرت سب کو حیرت زدہ کر کے 3 جنوری 1928ء بمطابق 30 رجب 1346ھ کو عدم کے سفر پر روانہ ہو گئے لیکن اپنے پیچھے جو کارہائے نمایاں چھوڑ گئے، وہ یقیناً انہیں زندہ رکھنے کے لیے کافی ہیں۔

؎ میں جاتا ہوں دل کو ترے پاس چھوڑے
مری یاد تجھ کو دلاتا رہے گا

؎ باتیں ہماری یاد رہیں پھر باتیں ایسی نہ سنیے گا
پڑھتے کسو کو سنیے گا تو دیر تلک سر دھنیے گا

ان کی وفات کے بعد ان کی شخصیت کی علمی و ادبی خدمات کا احاطہ کرتے ہوئے ان کے ہم عصر[11] نے جو اپنے تاثرات لکھے، وہ ملاحظہ ہوں:

> ”مرزا حیرت کا قلم اردو نگاری کے لحاظ سے مانی و بہزاد کے نقش قلموں سے کم نہ تھا۔ انشا پردازی، زبان کی سلاست و نمکینی، واقعات کا نچوڑ، عجیب دلکش ٹھیٹھ اردو میں نقشہ کھینچ کر رکھ دیتے تھے۔“
>
> ”مصور کے باریک بیں خیال سے بڑھ کر ان کا قلم، قلم کاری کر جاتا تھا۔“
>
> ”ان کی نثر پر اثر روزمرہ محاورات سے اور ضرب الامثال سے مالا مال ہوتی تھی۔“

"مرزا کی قادر الکلامی، وقائع نگاری کی قابلیت، روزمرہ نویسی کی اہلیت فیض بازار کی بولی کو محاورات کے قالب میں ڈھالنا، بس انھی کا حصہ تھا۔"[12]

مجموعی طور پر دلی کی نامور ہستیوں میں مرزا حیرت دہلوی ایک اہم مقام و مرتبہ رکھتے تھے، جس کا اعتراف ان کے معاصرین نے بھی کیا ہے اور اپنی تحریروں میں اس کا بر ملا اظہار کرنے میں بخل سے کام نہیں لیا۔ ہم ان کی تحریروں کی روشنی میں مرزا حیرت کے مقام و مرتبے کا تعین کر سکتے ہیں۔ مرزا حیرت دہلوی کی ہر جہت ایک مکمل مقالے کی متقاضی ہے ۔اس پر توجہ کی جانی چاہیے۔

حوالہ جات

1۔ میر تقی میر، کلیات بحوالہ آب حیات، محمد حسین آزاد، نئی دہلی، مکتبہ جامعہ لیمیٹڈ،1972ء، ص:78(یہ قطعہ میرؔ سے منسوب ہے
اور آب حیات میں اس کا ذکر بھی موجود ہے لیکن محققین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ قطعہ میرؔ کا نہیں ہے۔)

2۔ مرزا حیرت دہلوی کے ترجمہ قرآن کا پہلا ایڈیشن1319ھ مطابق 1901ء میں دہلی کے کرزن پریس میں طبع ہوا۔ جس میں 670 صفحات ہیں۔ سرورق پر سورۃ مزمل ایک بیل کی صورت میں مرسوم ہے۔ غلطی سے سال طباعت بجائے1319ء کے 1914ھ چھپ گیا۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے اس ترجمے کے اعتراض و اصلاح پر چودہ صفحات کا رسالہ "رسالہ اصلاح ترجمہ حیرت" لکھا۔ یہ رسالہ کانپور کے مطبع قیومی میں 1330ھ مطابق 1911ء میں مطبع ہوا۔ مرزا حیرت دہلوی کے مترجم قرآن کا نام "قرآن مجید مع تفصیل" ہے۔

3۔ صالحہ عبدالحکیم شرف الدین، ڈاکٹر، قرآن حکیم کے اردو تراجم، کراچی، قدیم کتب خانہ، 1981ء، ص:314

4۔ اخبار چودھویں صدی راولپنڈی، جلد2، شمارہ نمبر6، 15 فروری 1896ء، ص:2

5۔ اخبار چودھویں صدی راولپنڈی، جلد2، شمارہ نمبر25، مطبوعہ 23 ستمبر 1896ء، ص:3

6۔ اخبار چودھویں صدی راولپنڈی، جلد2، شمارہ نمبر8، 27 اکتوبر 1896ء، ص:3,4

7۔ اخبار چودھویں صدی راولپنڈی، جلد1، شمارہ نمبر15، 27 ستمبر 1895ء، ص:1

8۔ اخبار چودھویں صدی راولپنڈی، جلد2، شمارہ نمبر8، 25جولائی1896ء، ص:10

9۔ اخبار چودھویں صدی راولپنڈی، جلد4، شمارہ نمبر15، 25جولائی1898ء، ص:1

10۔ اخبار چودھویں صدی راولپنڈی، جلد2، شمارہ نمبر23، 27جولائی1896ء، ص:2

11۔ احمد بخش، مرزا حیرت دہلوی کے ہم عصر تھے۔ جو دہلی سے شائع ہونے والے اخبار "جرنل نیوز" کے ایڈیٹر تھے۔ انہوں نے ایک مشہور مصنف کی وفات کے عنوان سے ایک مضمون لکھا تھا جس میں مرزا حیرت کو دل کھول کر ان کی علمی وادبی خدمات کے حوالے سے خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔ ان کا یہ مضمون جو مرزا کے اپنے اخبار "درہ عمر" میں شائع ہوا تھا۔ ازاں بعد یہ مضمون مرزا حیرت کی کتاب "دنیا کا آخری پیغمبر" کے اس ایڈیشن میں شائع ہوا جو ان کی عالمہ فاضلہ بہو امینہ خاتون بیگم مرزا عثمان غنی، نے شائع کیا تھا۔

12۔ ہفت روزہ الاعتصام، لاہور، 15نومبر، 2002ء، ص:22